روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | منگل ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ، ۲۲ اخاء ۱۳۷۰ہش، ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۳۷

ہرانسان اپنا خود ذمّہ دار ہے

"بہت سے ایسے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم چونکہ بڑے لوگوں کے تابع ہیں۔ اُن کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ اس لئے ہم اپنے گناہوں کی پاداش نہیں دیکھیں گے۔ ہم اپنے گناہوں کی سزا نہیں پائیں گے کہ ہم تو مجبور تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی عذر کو رَدّ فرما رہا ہے اور فرماتا ہے کہ ہرانسان اپنا خود ذمّہ دار ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ایمان بڑی دولت ہے اور ایمان اس بات کو کہتے ہیں کہ اس حالت میں مان لیا جائے جبکہ علم ابھی کمال کے درجہ تک نہ پہنچا ہو۔ اور ابھی شکوک و شبہات سے ایک جنگ شروع ہو۔ پس اسی حالت میں جو شخص تصدیقِ قلبی اور تصدیقِ لسانی سے کام لیتا ہے، وہ (ایمان لانے والا) ہے اور حضرتِ احدیّت میں اس کا نام راست باز اور صادق رکھا جاتا ہے اور اس کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے موہبت کے طور پر معرفتِ تامّہ کے مراتب اس پر کھولے جاتے ہیں اور اصل بہشت اسی ایمان سے شروع ہوتا ہے، چنانچہ قرآن شریف نے جہاں بہشت کا تذکرہ فرمایا ہے، وہاں پہلے ایمان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور پھر اعمالِ صالحہ کا اور اعمالِ صالحہ کی جزا (اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں) (البقرہ: ۲۶) کہا ہے۔ یعنی ایمان کی جزاء جنّت اور اس جنّت کو ہمیشہ سرسبز رکھنے کے لئے چونکہ نہروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ نہریں اعمالِ صالحہ کا نتیجہ ہیں۔ اور اصل حقیقت یہی ہے کہ وہ اعمالِ صالحہ اس دوسرے جہان میں انہارِ جاریہ کے رنگ میں متمثّل ہو جائیں گے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۷۲)

عبادت میں نقد سودے کا مطالبہ نہ کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ایسے لوگ بھی تمہیں بنی نوع انسان میں دکھائی دیں گے جو خدا کی عبادت کناروں پر بیٹھ کر کرتے ہیں یعنی وہ اللہ میں سفر اختیار نہیں کرتے بلکہ اس طرح جیسے کنارے پر بیٹھ کر گھر سے باہر کوئی فقیر مانگ رہا ہو۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ آؤ اور میری ذات میں سفر کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور پھر مجھ سے مانگو۔ لیکن وہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد نہیں کرنا چاہتے۔ ان کو اس تصور میں کوئی مزہ نہیں ملتا۔ کوئی لذت دکھائی نہیں دیتی کہ وہ خدا ہی کے ہو جائیں۔ بس وہ چاہتے ہیں کہ کنارے پر بیٹھ کر ہاتھ بڑھا کر جو مانگنا ہے مانگ لیں۔ ۔ ۔ پھر خدا کی طرف سے کوئی خیر ان کو عطا ہو جائے۔ کوئی بھیک مل جائے تو بڑے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ جس طرح فقیر دعائیں دیتا چلا جاتا ہے۔ کہتے ہیں جی خدا سے ہم نے پا لیا۔ جو ہم نے پانا تھا جی پا لیا۔ لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ اگر خدا ان کو آزمائش میں مبتلا کر دے۔ ان کی طلب پوری نہ فرمائے تو وہ اپنے منہ کے بل یا منہ کا رخ اختیار کر کے جدھر منہ اٹھے۔ یہ محاورہ اس قسم کا ہے کہ جس کا ترجمہ یوں ہونا چاہیئے ۔ ۔ ۔ ۔ کہ پھر جدھر منہ اٹھے بگٹٹ دوڑ پڑتے ہیں کہ کچھ نہیں ملا جی۔ کچھ نہیں ملا۔ یہ ویسا ہی قصہ ہے اس سے ملتا جلتا ایک لطیفہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے تو اس نے کہا کہ خدا کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ۔ تو اس نے واقعتہً ایک جائے نماز خریدی اور ایک جگہ بچھا کر قبلہ رخ ہو کر عبادت شروع کر دی اور خدا سے مانگنے لگا۔ اس کی بدقسمتی اتفاق سے اس وقت زلزلہ آگیا اور وہ پیچھے کی طرف گرا۔ فوراً جائے نماز لپیٹی اور کہا کہ اے خدا! اگر تو میری طلب نہیں پورا کرتا تو دھکے تو نہ دے۔ یہ کونسا انصاف ہے۔ پس یہ ظالم لوگ واقعتہً یہ کہتے ہوئے دنیا میں منادی کرنے نکل جاتے ہیں کہ خدا کی عبادت سے کچھ بھی نہیں ملا۔ دھکے ہی ملے ہیں۔ ہم نے تو عمر ضائع کر دی۔ خواہ مخواہ (بیوت الذکر) کے پھیرے لگائے۔ بزرگوں کو دعاؤں کے لئے لکھا۔ وہاں سے بھی کچھ نہیں ملتا۔ بے کار ہے۔ فضول ہے۔ اپنا جو کچھ ہے وہ بھی ضائع کرنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں جن کی نہ دنیا رہتی ہے نہ آخرت رہتی ہے۔ پس ایسی عبادت نہ کرو جس کے نتیجے میں نقد نقد سودے کے مطالبے ہر وقت جاری رہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ اپریل ۱۹۹۰ء)

درخواست دعا

○ گجرات سے اطلاع ملی ہے کہ مکرم ڈاکٹر (ہومیو) چوہدری احمد حسن صاحب سائیکل پر سوار جا رہے تھے کہ کسی موٹر سائیکل سوار نے انہیں ٹکر ماری جس سے چوہدری صاحب موصوف گر پڑے اور ان کی ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی جسم پر جابجا زخم بھی آئے ہیں۔ قارئین کرام سے اس مخلص بھائی کی جلد شفایابی اور صحت و سلامتی کیلئے دعا کی درخواست ہے

شبیر احمد
وکیل المال اوّل تحریک جدید

○ مکرم رشید احمد صاحب صدر حلقہ گوجر سنگھ لاہور بعارضہ قلب اور دیگر عوارض کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم حمید احمد صاحب لائلپوری لندن میں دل کے عارضے سے عرصہ چار ماہ سے بیمار ہیں۔ اب ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا ہے۔

احباب انکی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں

مربیان کرام توجہ فرمائیں

○ مربیان کرام جب بھی ربوہ تشریف لائیں اپنے متعلقہ دفاتر میں تشریف لے جا کر ضروری معلومات حاصل کر لیا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ـ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ـ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ـ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۲ر اخاء ۱۳۷۰ ہش ـ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۹۱ء

ایمان اور اس کی افادیّت

بعض لوگوں کے لئے بعض الفاظ اپنے معنی کھو بیٹھتے ہیں۔ وہ لفظ استعمال تو کیے جاتے ہیں لیکن اُن کی اہمیت کو سمجھے بغیر۔ اور بغیر اس بات کے سمجھنے کے کہ ان معانی کا استعمال کیا ہے۔ ایمان ہی کے لفظ کو لے لیجئے۔ یہ لفظ کتنا عام ہے اور کس قدر زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ کسی بات کی موجودگی کا اقرار کر لینا ہی ایمان ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے سے صرف یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ کہہ دیا کہ خُدا موجود ہے۔ اور بس۔ اسی طرح دیگر باتوں کا حال ہے۔

جب تک جس چیز کے موجود ہونے اور اس کی افادیت کے احساس اور اس سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت کو بروئے کار نہ لایا جائے۔ اس وقت تک موجودگی کا اقرار کیا معنی رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں عام طور پر روٹی کی مثال دی جاتی ہے۔ آپ کہیں کہ روٹی میز پر یا چنگیر میں موجود ہے اور آپ روٹی روٹی کہتے رہیں اور اس کی افادیت سے بھرپور فائدہ نہ اٹھائیں تو روٹی کے موجود ہونے اور آپ کے اقرار سے کیا بنے گا۔ بھوک لگی ہوئی ہے تو روٹی کی موجودگی کا اقرار یہ ہے کہ آپ اسے کھائیں اور اپنی بھوک مٹائیں۔

ایمان بھی اس وقت تک ایمان کہلانے کا مستحق نہیں نہ اس کی افادیت کا اظہار ہو سکتا ہے جب تک اس کے ساتھ عمل نہ ہوں۔ خدا پر ہم ایمان لے آئیں۔ کیسے خدا پر۔ جو ہر قدرت کا مالک ہے۔ اور ہم نے اس کی قدرت کے اظہار کی خواہش ہی نہ کی۔ کبھی اس بات کو پرکھا ہی نہیں کہ وہ کیا قدرت رکھتا ہے اور اسے کس طرح اور کن لوگوں کے لئے اور کن مواقع پر اظہار کرتا ہے۔ تو ہمارے ایمان کا کیا فائدہ۔ ہم اپنی جگہ پر رہے۔ خدا اپنی جگہ پر۔ اور اس پر ایمان نے ہمیں کوئی فائدہ نہ دیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:۔

"ایمان باللہ، ایمان بالرسل اور ایمان بالکتب کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان فلاح دارین حاصل کرے اور اس زندگی میں بھی وہ خدا میں ہو کر باآرام زندگی پائے اور اُخروی زندگی (جو مرنے کے بعد یقیناً انسان کو ملنے والی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے وعدہ کیا ہے) میں بھی وہ فلاح کو حاصل کرے۔"

کیا ہم ایمان باللہ، ایمان بالرسل اور ایمان بالکتب سے اس زندگی میں آرام پا رہے ہیں۔ کیا ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ ایمان کی افادیت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ یہ بات قابلِ غور ہے۔

تجھ کو مانوں اور رہوں بے کیف سا
مَیں اسے ایمان کہتا ہی نہیں
تُو فلاحِ زندگی کی ہے ضیاء
مَیں اندھیروں میں تو رہتا ہی نہیں

ـــــ ابوالاقبال

○

چمن میں ہم نے جب اپنی بنائے آشیاں رکھ دی
فلک نے بجلیوں کی زد پہ شاخِ گلستاں رکھ دی

اُبلتے ہیں تری ٹھوکر سے چشمے آبِ حیواں کے
جہاں دیکھا ترا نقشِ قدم ہم نے زباں رکھ دی

چھڑا جب تذکرہ محفل میں اُس کے جانثاروں کا
تو ہر اِک مدّعی نے لا کے میری داستاں رکھ دی

خِرد کی بے یقینی ہم کو پسپا کر کے چھوڑے گی
جنونِ عشق نے کیوں اپنی تیغِ بے اماں رکھ دی

رُکے گی نبضِ عالم، دیکھ لینا اپنی آنکھوں سے
تری چینِ جبیں نے پھر سے چلّہ پر کماں رکھ دی

کِھلے ہیں پھول ہر سُو آگ سی روشن ہے گلشن میں
دہانِ خاک میں کس گل نے شعلوں کی زباں رکھ دی

ذرا ٹھہرو شہیدِ ناز کو دفنا کے چلتے ہیں
وہ دیکھو قبر میں یاروں نے مُشتِ استخواں رکھ دی

نصیرِ بے نوا فکرِ رسا کی روشنی لاؤ
چمکتی تھی جو ہر لحظہ وہ برقِ جاں کہاں رکھ دی

نصیر احمد خان

○

یہ بات تو سچ ہے کہ وہ شہ رگ کے قریں ہے
محسوس نہیں ہوتا کہ ہے بھی کہ نہیں ہے

کن راہوں سے پہنچوں ترے دَر پر مرے مَولا
ہر راہ میں بیٹھا ہوا شیطانِ لعیں ہے

جس در پہ نسیمؔ آپ رہے ناصیہ فرسا
لگتا ہے اسی در کا نشاں مُہرِ جبیں ہے

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر صادقہ قرکی

دَورِ نبوی میں خواتین کی سماجی حیثیت

اگر ہم چودہ سو سال پہلے کی زندگی کے اوراق پلٹیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے خشک پہاڑی سلسلوں کے بیچ ریگستانی اور نخلستانی تہذیب و تمدن کا ایک ایسا دور سامنے آتا ہے جس نے خواتین کا وقار اور مرتبہ بلند کیا ہے اور ان تمام روایات اور مظالم کی نفی کی جو عرب کی قدیم تمدن میں رواج پا گئی تھیں یہ حضور سرورِ کائناتؐ محمد رسول اللہ کا نیا نیا اسلامی معاشرہ تھا۔ جس میں اس دور کی مستورات نے اپنی گھریلو زندگی کے علاوہ سیاسی سماجی اور دینی و علمی میدانوں میں اپنے آزادانہ کارناموں سے ایسی مثالیں قائم کیں جو آنے والے ادوار کے لئے قابل مطالعہ اور قابل ذکر ہیں۔ اس عربی معاشرہ کی تمدنی تنظیم کا مرکز حضورؐ کی ذات شریف تھی۔ اس دَور کی زندگی میں ولولہ ایثار، عشق و محبت اور دینی سی شادی جیسی قدروں کی کارفرمائی تھی۔ معاشرہ کا ذہن روایتی جکڑبندیوں سے متنفر اور نئی راہوں کا متلاشی تھا۔ نئے اسلامی ماحول کا رنگ خواتین کی زندگی پر بھی گہرا آیا۔

اسلام سے متعلق کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں

- عورتیں حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ سے اکثر مسائل پر اپنا تعاون پیش کرتیں۔ نیز حکمت اور فن سپہ گری سے واقف تھیں۔
- واقعات بتاتے ہیں کہ مردوں کے غلط رویوں پر باز پرس کرتیں اور مثالیں دے کر انہیں صحیح بات کے لئے قائل کر لیتی تھیں۔
- تعلیم کی اہمیت سے باخبر تھیں۔
- تقریریں بھی کرتی تھیں امور خانہ داری کے علاوہ مردوں کے دوش بدوش کام کرنے اور غیر ملکوں سے تجارت کرنے میں دسترس رکھتی تھیں۔

دست درازی کی ممانعت

مرد اس بات سے ڈرتے تھے کہ عورتوں پر ذرا بھی زیادتی ہوئی تو وہ رسول کریمؐ کے پاس شکایت لے کر پہنچ جائیں گی۔ ابن ماجہ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے اوّلین دور میں حضورؐ نے بیویوں پر دست درازی کی عام ممانعت کر دی تھی۔ یہ فرمان اس وقت خواتین کے لئے عام طور پر بڑی تسلی کا سبب ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے شکایت کی کہ عورتیں ضرورت سے زیادہ آزاد ہو گئی ہیں۔ انہیں مطیع کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن دوسرے ہی دن نبی کریمؐ کے مکان پر فریادی عورتوں کا ہجوم ہو گیا۔ چنانچہ دربارِ نبوّت میں مردوں کو بلوایا گیا آپ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

"آج محمدؐ کے گھر پر ستر عورتوں نے حلقہ لگایا ہے ہر عورت اپنے شوہر کے سخت رویّہ کی شکایت کر رہی تھی۔ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے وہ تم میں سے ہرگز اچھے لوگ نہیں۔"

محمد رسول اللہؐ کی حیات میں خواتین باجماعت نماز پڑھتی تھیں لیکن گھر اور بچوں کی ذمہ داریوں کے خیال سے انہیں خصوصی رعایت بھی ملی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید (انصاریہ) نے حضورؐ سرورِ عالم سے طفیلی طور پر دریافت کیا کہ نماز جمعہ، نمازِ جنازہ اور جہاد میں مرد عورتوں سے سبقت لے جاتے ہیں۔ آپ نے ان کی تقریر سُن کر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ دین کے بارے میں ایک عورت نے کس طرح اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کیا ہے آپ نے مزید فرمایا کہ

"اے اسماء میری مدد کرو اور جن عورتوں نے تم کو نمائندہ بنا کر بھیجا ہے ان کو یہ پیغام پہنچا دو کہ اچھی طرح امور خانہ داری کرنا، بچوں کی تربیت کرنا، ان کی پرورش کرنا مردوں کے ان تمام کاموں سے بہتر ہے جو تم نے بیان کئے ہیں۔"

ان بنیادی کاموں کے علاوہ اس دور کی خواتین اگر سماجی اداروں میں شریک ہوتی تھیں تو حضورؐ نے انہیں منع نہیں فرمایا بلکہ ایک موقع پر ارشاد نبویؐ یہ تھا کہ اللہ کی راہ میں آگے بڑھنے والیوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔ (بخاری شریف)

ایک صحابیہؓ مسجد نبویؐ میں جھاڑو دیا کرتی تھیں۔ حضورؐ ان کے اس کام کی بڑی قدر فرماتے تھے۔ خدام ان کی وفات کی اطلاع حضورؐ کو نہ کر سکے آپ نے اس کی باز پرس فرمائی اور ان کی قبر پر تشریف لے گئے آپؐ نے فرمایا کہ ایسی خواتین کا مرتبہ تمام مسلمانوں کے لئے ماں سے کم نہیں۔ اکثر مستورات باہر کے کاموں میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی رہیں۔ ایک مرتبہ حضرت زبیرؓ کی بیوی گھاس کی گٹھڑی اٹھائے لا رہی تھیں۔ حضورؐ نے بطور مدد ان کو اپنے اونٹ پر بیٹھنے کے لئے فرمایا۔ لیکن وہ لحاظ کی وجہ سے نہ بیٹھیں (یہ نبی کریمؐ کی رشتے دار بھی تھیں)

بہترین مشیر

اُم المومنین حضرت خدیجہؓ کو اسلام قبول کرنے میں اولیت حاصل ہے۔ وہ اپنے دور کی ایک مشہور تاجر عقلمند اور حسین خاتون تھیں۔ نکاح کے بعد وہ حضورؐ کی بہترین مشیر ثابت ہوئیں غار حرا سے جب آپ کئی دن تک گھر تشریف نہ لاتے تو اُم المومنینؓ خیریت معلوم کرنے اور کھانا پہنچانے کے لئے خود تشریف لے جاتیں۔ غار حرا پہاڑ کی ایسی بلندی پر واقع ہے کہ جہاں خواتین کا بآسانی چڑھنا اُترنا ممکن نہیں ہے جس وقت آپؐ غارِ ثور میں قیام فرما تھے تو ایک خاتون حضرت اسماؓ بنت ابو بکرؓ ضروری اشیاء لے کر خاموشی سے اس بلند ترین مقام پر بھی پہنچ جاتی تھیں یہ غارِ حرا سے بھی زیادہ بلندی پر واقع ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ نہ صرف عورتوں کی بلکہ مردوں کی بھی معلمہ تھیں حضورؐ کے بعد بڑے بڑے صحابہؓ اور تابعین ان سے حدیث کی تفسیر اور فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ اچھی مقررہ تھیں اور آپ کی زبان بھی نہایت فصیح و بلیغ تھی۔ رسولِ کریمؐ آپ کی علم دوستی طرز گفتگو اور فہم و ادراک کو پسند فرماتے تھے۔ مسائل کو حضورؐ کے سامنے لانے میں حضرت عائشہؓ خواتین کی نمائندگی بھی فرماتی تھیں۔ دیگر صحابیاتؓ بھی نبی کریمؐ سے ضرورتاً گفتگو کرتی تھیں حضرت تاجیہؓ نے حضورؐ کے مشن کی تبلیغ فرمائی۔ یہ بھی بہت عمدہ تقریر کرنے والوں میں تھیں اسی طرح حضرت خولہؓ بھی اپنے مسائل حضورؐ کے سامنے پیش کرتی رہیں۔

حضرت سمیہؓ کے کارنامہ اور دردناک شہادت سے سب لوگ واقف ہی ہیں۔

مشرکین میں ہندہ کا نام سامنے آتا ہے جس نے اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلعم کی سخت مخالفت کی۔ غزوہ اُحد میں حضرت حمزہ کی لاش کی بے حرمتی بھی اُن کے ہاتھ سے ہو چکی تھی۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر یہ چادر میں اپنے آپ کو چھپا کر رسول کریمؐ کے سامنے آئیں۔ اور عرض کیا ـــ "میں اللہ کے رسولؐ پر ایمان لانے والیوں میں سے ہوں اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتی ہوں۔

بیعت لیتے وقت خلاف قاعدہ حضورؐ کے ہر فرمان پر ہندیا کی کیاتھ جواب بھی دیتی رہیں۔ حضرت عمرؓ قریب ہی بیٹھے ہوئے مسکرا رہے تھے انہوں نے حضورؐ سے فرمایا۔ یا رسول اللہؐ یا رسول اللہؐ یہ زوجہ ابوسفیان ہے۔ آپؐ نے خوش ہو کر فرمایا "مرحبا! مرحبا" (یہ سخت مخالفین میں سے تھیں) دورانِ بیعت جب آپؐ نے تاکید فرمائی کہ چوری مت کرنا۔ تو انہوں نے برجستہ جواب دیا۔ یا رسول اللہ میرا شوہر بخیل ہے اور مجھے ان کے بچوں کی پرورش کرنا ہوتی ہے اس لئے میں ان کے مال سے خاموشی سے اتنا لے لیتی ہوں جو ان کے خرچ میں پورا ہو سکے۔ کیا یہ چوری ہے؟ ارشاد نبویؐ تھا ضرورتاً اتنا لے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ابوسفیان جو قریب بیٹھا تھا اور ایمان لا چکے تھے کہنے لگے جتنا تم نے میرے مال سے لیا ہے میں نے سب معاف کر دیا۔

شادی اور طلاق

دور نبویؐ میں شادی اور طلاق کے مسئلے اس قدر پیچیدہ یا پریشان کن نہ ہوتے تھے خاص حالات کے تحت مردوں کو چار شادیوں کی اجازت بھی دی گئی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ مساوی انصاف اور مساوی حقوق قائم رکھنے کی شرط ضروری تھی۔ ظالم شوہر سے نجات پانے کے لئے خلع کا حق بھی دیا گیا تھا۔ عورتوں کا نان و نفقہ سکونت اور حسن سلوک کی ذمہ داری شوہر کی رہی۔ نکاح یا شادی کرنے کے لئے حضورؐ نے فرمایا تھا کہ جب تک عورتوں سے رضامندی حاصل نہ کر لی جائے اس وقت تک نکاح نہ کیا جائے اس امر میں قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ اس طرح ہے

"اے ایمان والے لوگو! یہ تمہارے لئے جائز نہیں کہ عورتوں کی مرضی کے خلاف انہیں مال وراثت سمجھ کر اپنے قبضہ میں کرو۔"

(سورہ نساء)

رسول اللہؐ کی ازواج مطہرات میں صرف حضرت عائشہؓ کنواری تھیں۔ باقی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ یہ سب شادیاں صحابہؓ اور صحابیاتؓ کے اصرار اور مشورہ پر ہوئیں جیسا کہ کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شادیوں کا مجموعی مقصد عورتوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو غلامی پستی یا کسمپرسی کے حالات سے نکال کر ایک اہم مقام عطا کرنا تھا۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ قریشی کی ایک حسین نیک اور دولت مند خاتون تھیں حضورؐ نے اپنے ابتدائی دور میں ان کا مال و اسباب اپنی نگرانی میں تجارت شام اور یمن پہنچاتے تھے۔ وہ حضورؐ کی دیانت داری اور محنت سے بہت خوش ہوئیں اس دور میں حضورؐ کی روحانیت کے چرچے ہونے لگے تھے۔ حضرت خدیجہؓ کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ حضورؐ ایک معمولی شخصیت نہیں ہیں۔ چنانچہ ایک روز انہوں نے اپنی باندی کے ذریعے نکاح کا پیغام دیا اور بعد میں حضورؐ کو بلوا کر کہا کہ مجھے آپ کی طرف رغبت اس لئے ہے کہ آپؐ کی کوئی بات میں نے جھوٹی نہیں پائی۔ نیز آپ کے اخلاق بھی بہت عمدہ ہیں۔ اس وقت رسول اللہؐ کی عمر پچیس ۲۵ سال تھی۔ اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس (۴۰) سال تھی۔ اور آپ پیشتر نکاح بھی کر چکی تھیں اور اس وقت بیوگی کی زندگی گذار رہی تھیں حضورؐ نے ان کے جواب میں اپنی تہی دستی یا وسائل کی کمی کا ذکر کر کے کسی قدر پس و پیش کیا۔ لیکن حضرت خدیجہؓ کی جانب سے اس پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔

حضرت خدیجہؓ کی یہ تحریک حضورؐ کے چچا حضرت ابو طالب کے سامنے آئی۔ انہوں نے حضورؐ کی جانب سے اسے منظور فرما لیا اور اس طرح قبیلوں اور رشتہ داروں کی رضامندی اور شرکت سے یہ شادی عمل پذیر ہوئی۔ دور نبویؐ میں شادیاں باہمی رضامندی سے ہوتی تھیں۔ اور یہ تحریک خواتین کی جانب سے بھی ہوتی تھی عرب معاشرہ میں یہ ایک سنجیدہ مسئلہ تھا اگر کوئی مرد براہ راست کسی خاتون سے شادی کا پیغام دیتا تو اس کی بدنیتی یا بدکرداری تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ اس تحریک کا نتیجہ رضامندی بھی ہو سکتا تھا لیکن دونوں صورتوں میں خواتین کے مرتبہ یا وقار کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا تھا۔

اگر عورت کی طرف سے انکار ہو گیا تو پھر مرد (جیسا کہ بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے) اس پر خواہ مخواہ اصرار نہیں کرتا تھا۔

دور نبویؐ میں عورت کا وقار ہر صورت بحال رہتا تھا قبیلے اس کا از حد لحاظ رکھتے تھے۔ بیواؤں سے شادی کر لینا۔ ایک اچھا عمل تھا۔ لیکن یتیم بچوں کی پرورش کا درجہ اس سے عظیم تر تھا۔ اس سلسلہ میں آپؐ نے فرمایا:

"جو عورت نیک اور حسین ہو
اور وہ بغیر شادی کے اپنے یتیم
بچوں کی اچھی طرح پرورش کرے
وہ قیامت کے دن میرے قریب
مثل ان دو انگلیوں کے ہو گی"۔

ایک اور موقع پر یہ ارشاد نبویؐ سامنے آتا ہے "قیامت کے دن سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھولوں گا لیکن معلوم ہو گا کہ ایک عورت مجھ سے پہلے اندر جانا چاہتی ہے۔ اس وقت اس سے پوچھا جائے جائے گا "تم کون ہو تو اس کا جواب ہو گا

"میں بیوہ ہوں اور چند یتیم
بچوں کی ماں ہوں"۔

محمد رسول اللہ صلعم کے دور میں عورتوں کی کسی بھی قسم کی پسماندگی کو روا نہیں رکھا گیا نبی کریمؐ نے باندیوں تک کو علم و ادب اور تہذیب و شائستگی سکھانے کا حکم دیا تھا۔ آپؐ کا فرمان گرامی تھا

"جس شخص کے پاس کوئی باندی
ہو اور وہ اس کو خوب تعلیم دے
اچھی طرح تہذیب و شائستگی
سکھائے اور پھر اس کو آزاد
کر دے یا اس سے شادی کرے
تو اس حسن عمل کیلئے اسے دوہرا
اجر ملے گا"۔

معاشی حیثیت کے احکامات

اسلام میں عورت کی معاشی حیثیت کے احکامات نے بھی عورت کے مرتبے کو بلند کیا۔ اس سے اس کی ایک قسم کی بے چارگی کی کیفیت ختم ہوئی اسے وراثت کے وسیع حقوق ملے یہ رعایتیں عرب کے قدیم دستور کے خلاف تھیں۔ اب تک لڑکی کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا تھا۔ حضورؐ کے معاشرہ نے اس ظلم و جبر کی نفی کی اور انہیں دربار نبوت میں آزادی عمل جیسی دولت نصیب ہوئی۔

دور نبویؐ میں مستورات کا جہاد میں شریک ہونا بھی واقعات سے ثابت ہوتا ہے ایسے موقعوں پر ازواج مطہرات میں سے کوئی شریک رہتی تھیں۔ یہ فیصلہ قرعہ اندازی کے نتیجہ میں طے پاتا تھا۔ ام المومنینؓ کے ساتھ دیگر خواتین (صحابیاتؓ) پانی فراہم کرنے زخمیوں کو مدد پہنچانے انہیں خیمہ تک اٹھا لانے کا کام انجام دیتی تھیں۔

غزوہ احد کے ذکر میں حضرت عائشہ رضؓ کا مشکیزہ میں پانی بھر کر لانا اور زخمیوں کو پانی پلانا ثابت ہوتا ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت فاطمہ رضؓ نے بھی آنحضورؐ کے زخموں میں چٹائی جلا کر اس کی راکھ بھری تو اس وقت زخم سے خون بہنا بند ہو گیا۔ ایک مرتبہ رسول کریمؐ نے خواتین سے دریافت فرمایا کہ آپ لوگ یہاں کس لئے آئی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہؐ ہم سوت کات کر جہاد کرنے والوں کی مدد کرتی ہیں۔ زخمیوں کے علاج کا سامان رکھتی اور اگر ضرورت پیش آئے تو قبر بھی کھود لیتی ہیں۔

غزوہ خندق کے موقع پر جب حضرت سعد ابن معاذ رضؓ تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تو حضور اکرمؐ نے انہیں خصوصی طور پر حضرت رفیدہ کے خیمہ میں اپنی زیر نگرانی رکھوایا۔

حضرت رفیدہ نے مدینہ طیبہ میں ایک باقاعدہ شفاخانہ قائم کر رکھا تھا۔ ان کے علاوہ حضرت ام عطیہ (انصاریہ) کا بھی غزوات میں زخمیوں کا علاج معالجہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔

دور نبویؐ میں خواتین فن سپہ گری سے واقف تھیں حضرت ام عمارہ کے سپاہیانہ کارنامے مشہور ہیں۔ غزوہ احد میں انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ اپنی تلوار سے حضور نبی کریمؐ کی حفاظت فرمائی اور جب دشمن (ابن قمیہ) حملہ آور ہوا تو انہوں نے بے تابی سے اس پر کئی وار کئے یہاں تک کہ وہ بھاگ گیا۔ اس حملہ میں وہ خود بھی زخمی ہو کر خون سے شرابور ہو گئیں۔ اس وقت انہوں نے حضور اکرمؐ سے اپنے لئے جنت کی دعا کی درخواست کی اور جب حضورؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی تو کہنے لگیں کہ

"یا رسول اللہ اب میرے لئے
دنیا کی کوئی مشکل نہیں رہی"۔

حضورؐ نے ان کے کارناموں کی بڑی تعریف فرمائی ہے حضورؐ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے زمانہ میں بھی جہاد میں شریک رہیں ایک اور صحابیہؓ حضرت خنساءؓ بھی قادسیہ کی لڑائی میں اپنے چار بیٹوں کے ساتھ شریک تھیں۔ یہ عرب کی مشہور شاعرہ اور مرثیہ گو تھیں۔ حضورؐ کے زمانے میں اسلام لے آئی تھیں حضورؐ نے ان کے اشعار سن کر داد بھی دی تھی۔

خدام سے سلوک

خدام کے ساتھ حضورؐ سرور کائنات کا سلوک قابل ذکر رہا۔ ایک خاتون حضرت ام سلیم نے اپنے بیٹے انس کو حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ خود حضورؐ نے ان کی خدمت کی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضؓ کے لئے ایک خادمہ کی ضرورت کو محسوس کیا ان کی تجویز تھی کہ مال غنیمت میں سے جو غلام آئے ہیں ان میں سے ایک لے لیا جائے تاکہ وہ چکی پیسنے اور اسی نوعیت کے دوسرے مشقت کے کام انجام دینے میں مدد کر سکے۔ لیکن حضرت فاطمہ رضؓ نے چونکہ اپنے والد محترم کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھیں اس لئے سمجھتی تھیں کہ یہ رعایت انہیں نہیں مل سکتی۔ پھر بھی شوہر کے اصرار پر دو مرتبہ حضرت عائشہ رضؓ کے پاس جا کر خاموشی سے واپس آ گئیں۔ حضور اکرمؐ کو معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضؓ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ جب آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے جھجکتے ہوئے اپنی اس ضرورت کا ذکر کیا جواب میں نبی کریمؐ نے فرمایا "اے فاطمہ رضؓ کیا میں تم کو اس سے بہتر عمل نہ بتا دوں؟ چنانچہ اس وقت آپؐ نے ہر نماز کے بعد کلمہ تمجید کا ورد تجویز فرمایا:۔ جب قرآن شریف میں عورتوں کے لئے پردے کا حکم آیا تو اس وقت انہوں نے اپنے لباس پر چادر یا دبیز کپڑا اوڑھنا شروع کر دیا۔ سپاہیانہ زندگی کو ترک نہیں کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ۔۔ حقوق نسواں کے سلسلے میں تاریخ کے ایک موڑ پر عربی معاشرہ میں خواتین کی آزادانہ کارکردگی کا یہ نمونہ آج بھی کئی اعتبار سے ہمارے لئے قابل قدر اور قابل تقلید ہے۔

(ہفت روزہ لاہور ۵ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

اعلان دار القضاء

(مکرم شیخ وقار احمد صاحب بابت ترکہ شیخ محمد اقبال صاحب)

○ مکرم شیخ وقار احمد صاحب ۲/۵۵ کمرشل سٹریٹ فیز ۴۔ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد مکرم شیخ محمد اقبال صاحب آف کوئٹہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کی رقم -/۶۱۶۵۰ روپے ڈگری کے سلسلہ میں نظارت امور عامہ میں جمع ہے۔ یہ رقم ان کے ورثاء کو ادا کی جانی مطلوب ہے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے

۱:۔ مکرم شیخ جاوید اقبال ابن مکرم شیخ محمد اقبال صاحب
۲:۔ مکرم شیخ اعجاز مسعود " "
۳:۔ مکرم شیخ ایاز مسعود " "
۴:۔ " شیخ وقار احمد " "
۵:۔ مکرمہ ضیاء شارہ بنت " "
۶:۔ مکرمہ فراست فاروق " "

لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو تیس دن کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔ (ناظم دار القضاء ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

تصویر قبۃ الصخرا کی سیڑھیوں میں لی گئی تھی درمیان میں محترم مولانا عبدالخالق صاحب ہیں ان کی بائیں جانب مکرم ملک احسان اللہ صاحب اور دائیں جانب یہ خاکسار۔ اس کے احاطے میں ایک مزار ہمارے لئے قابلِ دید اور قابلِ احترام تھا اور وہ مزار ہے محمد علی جوہر صاحب کا جن کا ہندوستانی سیاست پر بہت نمایاں اثر تھا اور جو اپنی قابلیت کی وجہ سے دوسرے رہنماؤں سے کہیں بلند و بالا نظر آتے تھے۔ ان کے متعلق یہ مشہور ہے کہ انگلستان میں انہوں نے یہ عہد کیا کہ اگر ہندوستان کو آزادی فوری طور پر نہ ملے تو میں واپس ہندوستان جانے کے لئے تیار نہیں ہوں گا اس کے بعد جلد ہی وہ فوت ہو گئے اور انہیں یروشلم میں لاکر مسجد اقصیٰ کے احاطے میں کہہ لیجئے یا اس کے احاطے کے آگے جو کھلی جگہ ہے جہاں پر ایک لائبریری بھی ہے اور جس کے عین سامنے قبۃ الصخرا ہے وہاں ان کی تدفین کا انتظام کیا گیا۔ اس کے بالکل قریب دیوار گریہ ہے۔ دیوار گریہ دیکھنے کا موقع ملا تو کچھ حیرت ہوئی اور کچھ ارادے کی پختگی کے اظہار کو اپنے سامنے دیکھا۔ پتھروں کی ایک کھردری سی دیوار جس کے ساتھ یہودی سر لگائے اپنے دونو بازو اس دیوار کے ساتھ چپکائے گریہ کناں ہوتے تھے۔ اگرچہ کبھی ایک وقت میں دو چار سے زیادہ تو نہیں دیکھے۔ لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا تھا جب وہاں رونے والے موجود نہ ہوں۔ ننگے سر غریب بھی اور امیر بھی دیوار کے ساتھ لپٹ کر روتے دیکھے گئے۔ (۱۹۷۵ء کی بات ہے)

مسجد اقصیٰ کے متعلق پتہ چلا کہ اسکے لمبے لمبے ستون جو خاصے حجم کے تھے، اٹلی سے منگوائے گئے تھے۔ اسی طرح اس کی قالینیں بھی اٹلی ہی سے آئی تھیں۔ خدا جانے یہ بات کہاں تک درست ہے۔ لیکن ستونوں اور قالینوں کی خوبصورتی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

مکرم مولانا عبدالخالق صاحب ہم سے کچھ زیادہ عمر کے تھے اور شاید اسی لحاظ سے سنجیدہ بھی زیادہ تھے۔ جب کراچی سے سفر شروع ہوا تو وہ کیبن میں کمبل یا چادر لپیٹ کر بیٹھ رہتے تھے۔ ہمیں یعنی مجھے اور ملک احسان اللہ صاحب کو باتیں کرنے کا شوق تھا اور انہیں خاموش رہنے کا۔ ہم نے ایک دن سوچا کہ آخر کیا کیا جائے کہ مولانا ہمارے ساتھ باتوں میں مشغول ہو جایا کریں۔ سوچتے سوچتے یہ بات سامنے آئی کہ جب بھی ان کے ننھے سے بیٹے ناصر کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے چہرے پر رونق آ جاتی ہے۔ اور وہ اس کے متعلق باتیں شروع کر دیتے ہیں اور پھر باتوں کا رخ تو موڑا ہی جا سکتا ہے لیکن شروع اس طرح ہوتا تھا کہ اس وقت ناصر کیا کر رہا ہو گا۔ وہ اکثر بتاتے کہ دہلیز پھلانگ کر گھر سے باہر نکل گیا ہو گا۔ بہرحال یہ وہ نسخہ تھا جس سے انہوں نے ہمارے ساتھ باتیں کرنی شروع کر دیں۔ ہم عزیز ناصر سے بات شروع کرتے تھے اور پھر دنیا بھر کی باتیں ہو جاتی تھیں۔ جب مصر سے آگے جانا تھا تو قاہرہ سے شلال پہنچے۔ شلال وہ جگہ ہے جہاں سے دریائے نیل میں ایک بہت بڑی کشتی کے ذریعے آگے جایا جاتا ہے۔ اس کشتی کے دو حصے ہوتے ہیں ایک درجہ اول اور وہ باقاعدہ خوبصورت کمروں پر مشتمل ہوتا ہے اور ایک درجہ دوئم وہ ایک لمبی چوڑی لوہے کی کشتی ہوتی ہے جس میں دوسری طرف سے بھیڑ بکریاں لاتے ہیں۔ اور ادھر سے انسانوں کو بٹھا کر آگے لے جاتے ہیں۔ یہاں ہم واپس کشتی کے آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک دن میں اور ملک احسان اللہ صاحب سیر کے لئے باہر نکلے تو پہلے تو صحرا میں گھومتے رہے اور اس صحرا میں ہمیں ہندوستانی فوجیوں کے کیمپ ملے۔ فوجیوں نے خود آواز دے کر ہمیں بلایا اور بڑے پیار اور محبت سے چائے بنا کر پلائی۔ شام کے وقت ہمیں یہ بات سوجھی کہ چونکہ اس وقت گاڑی واپس جا رہی ہے کیوں نہ ذرا پچھلا سٹیشن دیکھ آئیں۔ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ اور واپس دوسرے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ وہاں پر نہر سویز کے کنارے گھومتے رہے۔ تربوز لے کر کھایا۔ لوگوں سے باتیں کیں۔ لیکن پتہ چلا کہ واپسی کے لئے اب کوئی گاڑی نہیں ملے گی۔ چنانچہ واپسی پیدل ہوئی۔ صحرائی سفر تھا۔ کم از کم پانچ چھ میل کا تو ہو گا ہی۔ شام کا وقت تھا۔ ڈر بھی لگتا تھا کہ خدا جانے کون آگے سے یا پیچھے سے مل جائے اور ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے۔ چنانچہ ہم ڈرتے ڈرتے پیدل چل رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان ہمارے ساتھ آ ملا۔ یہ کوئی بدوی تھا۔ اس کی موجودگی نے ہمارے ڈر کو اور بھی شدید کر دیا۔ میں نے ملک احسان صاحب سے کہا کہ اسے باتوں میں لگائے رکھیں تھوڑی بہت عربی تو ہم نے سیکھ ہی لی ہوئی تھی۔ چنانچہ ہم مصر کے متعلق مختلف تعریفی کلمات کہتے رہے اور بار بار یعیش فاروق۔ فاروق زندہ باد بھی کہتے رہے تا کہ اس کی توجہ کسی اور بات کی طرف نہ ہو جائے۔ جب ہم واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچے تو یہ بات کبھی بھلائی نہیں جا سکتی کہ مولانا عبدالخالق صاحب سجدہ میں پڑے ہوئے تھے اور ہمارے لئے دعا کر رہے تھے کہ اے خدا یہ دونو نوجوان ہیں۔ پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں اور پتہ نہیں کس حال میں ہیں اور پتہ نہیں کب واپس آئیں گے۔ تو ان کی حفاظت فرما تو ان کی مدد فرما۔ جب انہوں نے ہمارے قدموں کی آہٹ سنی تو سجدے سے اٹھے اور گویا ہمیں استقبال کے لئے گلے سے لگا لیا۔ مولانا کی یہ ہمدردی کسی صورت بھی بھلائی نہیں جا سکتی۔

یہ سفر کراچی سے تو ہم تینوں نے شروع کیا تھا لیکن راستے میں ایک جگہ قیام کے دوران ایک چوتھے ساتھی جنہیں آغاز میں ویزہ ملنے کی کچھ مشکلات درپیش تھیں وہ بھی ویزا ملنے کے بعد ہمارے ساتھ آ ملے۔ لیکن سفر کے دوران ایک دفعہ پھر تقسیم ہو گئی کہ ٹرک میں صرف دو افراد کی جگہ تھی۔ اس لئے فیصلہ یہ ہوا کہ اب باقی سفر دو دو افراد اکٹھے کریں۔ چنانچہ ملک احسان اللہ صاحب اور میں نے آگے کا سفر اکٹھے کیا اور مکرم مولانا عبدالخالق صاحب اور مکرم نذیر احمد صاحب رائے ونڈی نے اکٹھے سفر کیا۔ میں اور مکرم احسان اللہ صاحب جب قاہرہ پہنچے تو وہاں مکرم عبدالعزیز ابراہیم صاحب کے ہاں قیام کیا۔ ان کے ساتھ مل کر اہرام بھی دیکھے۔ اور بہت سی اور جگہیں بھی لیکن جامعہ ازہر دیکھنے کے لئے ملک احسان اللہ صاحب اور خاکسار دونو گئے۔ وہاں جو تجربہ ہوا وہ پہلے کسی اور جگہ پر بیان کیا جا چکا ہے۔ شائد یہاں اس کے دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ صحرائی سفر یادگار باتوں سے معمور تھا لیکن یہ کہانی ضرورت سے زیادہ لمبی ہو جائے گی۔ البتہ ایک دو باتیں اختصار کے ساتھ بیان کر دی جائیں تو شائد کوئی حرج نہ ہو۔ مثلاً ایک ملک سے دوسرے ملک جانے کے لئے جب سرحد پر پہنچے تو پتہ چلا کہ ہم نے جو ویزے حاصل کئے تھے وہ اس ملک سے باہر نکلنے کے تو تھے لیکن اگلے ملک میں داخل ہونے کا ویزا ہمارے پاس نہیں تھا۔ یعنی میرے پاس اور ملک احسان اللہ صاحب کے پاس۔ جب ہم نے اپنے پاسپورٹ ڈرائیور کے ذریعے وہاں کی چیک پوسٹ کو دکھائے تو حکام نے یہ فیصلہ صادر کیا کہ ہمیں واپس جانا چاہئے اور اگلے ملک کا ویزا لے کر آنا چاہئے۔ یہ بات خاصی مشکل تھی۔ شام کا وقت تھا۔ واپسی کے لئے کوئی ٹرک موجود نہیں تھا۔ میں نے ڈرائیور سے کہا کہ آپ حکام بالا سے میری طرف سے صرف اتنی درخواست کریں کہ مجھے ان سے بات کرنے کا موقعہ دیا جائے اجازت مل گئی میں ان کے چیف آفیسر کے پاس گیا۔ خیال تو یہ تھا کہ دو چار منٹ میں بات ہو جائے گی۔ لیکن بات کچھ ایسی دلچسپ شروع ہوگئی کہ تقریباً نصف گھنٹہ ہم دونوں آپس میں باتیں کرتے رہے اگرچہ وہ کہتے تو یہی رہے کہ آپ اس طرح آگے گئے تو آپ کو مشکلات پیش آئیں گی۔ لیکن چونکہ میں واپس نہیں جانا چاہتا تھا میں نے ان سے گذارش کی کہ آگے جو بھی ہو وہ ہمیں منظور ہو گا۔ لیکن آپ یہاں سے آگے جانے دیں چنانچہ انہوں نے ہماری درخواست منظور کر لی اور وہاں سے آگے ملک میں جانے کی اجازت دیدی۔ ایک ہفتہ کے بعد جب مولانا عبدالخالق صاحب اور مکرم نذیر رائے ونڈی صاحب وہاں پہنچے تو انہیں وہاں سے واپس کر دیا گیا کہ ان کے پاس اگلے ملک کا ویزا نہیں دوسری بات اس سلسلے میں میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس اگلے ملک کے آخری شہر فورٹ لامی میں جب ہم پہنچے تو وہاں پاسپورٹ پر مہریں لگوانے کے بعد ابھی گھر کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ پولیس مین نے ہمیں آواز دی اور کہا کہ پاسپورٹ آفس میں آپ کو بلاتے ہیں ہم وہاں گئے تو وہاں ایک فرنچ افسر جو ایک ٹانگ سے معذور تھا وہ گرجا اور کہنے لگے کہ تم اس ملک میں داخل کس طرح ہوئے؟ جب اس نے زیادہ درشتی سے بات کی تو میں نے اس سے گذارش کی کہ اگر آپ چاہیں تو ہمیں قید خانے میں ڈال دیں لیکن بات تو شرافت سے کریں۔ جس رنگ میں آپ بات کر رہے ہیں وہ تو میں سمجھتا ہوں کوئی مہذب طریق نہیں ہے۔ وہ کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ میں آپ کو کل تین بجے تک کا وقت دیتا ہوں۔ آپ اس ملک سے نکل جائیں اور کھڑکی میں سے جھانک

باقی ص ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین الملکی حالات، واقعات، شخصیات

روسی صدر

گذشتہ دنوں سوویت یونین کے صدر میخائل گورباچوف کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کارروائی ہوئی تھی تو روس کی ریاست کے صدر بورس یلسن نے گورباچوف کی حمایت کرتے ہوئے اس کوشش کو ناکام بنا دیا تھا باوجودیکہ اس سے پہلے تجزیہ نگاروں کا یہ خیال تھا کہ بورس یلسن کہنی مارتے ہوئے گورباچوف سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب وہ خود سوویت یونین کے صدر بن جائیں گے لیکن گورباچوف کی حمایت کر کے انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ جو کچھ پہلے کرتے رہے ہیں وہ گورباچوف کے خلاف نہیں تھا بلکہ ان کی اس خواہش کا غماز تھا کہ اصلاحات جلد جلد وقوع پذیر ہونی چاہئیں اب جبکہ وہ دو ہفتے کی رخصت پر چلے گئے تھے۔ ان کے بعد ان کی حکومت اور ان کے ذاتی سٹاف میں کچھ ایسی چپقلش رونما ہوئی جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی ریاست میں سب اچھا نہیں ہے وہ واپس آئے ہیں تو انہیں پتہ چلا کہ ان کے متعلق یہ افواہ بھی اڑا دی گئی تھی کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں ہے۔ اور ایسی افواہیں اڑانے کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔ اس وقت ان کی ریاست میں اقتصادی حالات کچھ زیادہ اچھے نہیں ہیں اور پھر جب کہ بعض سرکاری افسر بھی ان کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں تو یہ دیکھنے والی بات ہے کہ ان کی مقبولیت کو کس حد تک دھچکا لگے گا اور وہ ان دھچکوں کو کس حد تک برداشت کر سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت سوویت یونین کے تمام خطے مشکلات میں سے گذر رہے ہیں۔ انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ نے سوویت یونین کو ترقی پذیر ممالک میں شامل کر دیا ہے اس لئے کہ بیرونی ممالک سے امداد لینے کے بغیر اب سوویت یونین کا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ ان حالات میں سوویت یونین کے تمام علاقوں کے رہنماؤں کو مل جل کر سوویت یونین کو سنبھالا دینے کی ضرورت ہے۔

جنوبی افریقہ اور پابندیاں

جنوبی افریقہ میں جب سے نیلسن منڈیلا کو رہا کیا گیا ہے۔ کسی حد تک نسلی پالیسیوں پر عمل درآمد ختم ہوا ہے۔ لیکن سیاہ فام لوگوں کا کہنا ہے کہ ابھی جنوبی افریقہ کی حکومت کو بہت کچھ کرنا ہے اور بعض دیگر ممالک بھی یہی سمجھتے ہیں کہ جہاں تک جنوبی افریقہ کو جانا چاہئے۔ وہاں تک وہ ابھی نہیں جا رہا برطانیہ تو اس بات کا خواہش مند ہے کہ کامن ویلتھ جنوبی افریقہ کے ساتھ اپنے تعلقات کو بہتر بنائے اور جو پابندیاں اس پر عائد کی گئی ہیں انہیں ختم کر دیا جائے لیکن گذشتہ روز کینیڈا کے وزیر اعظم۔ برائن مل رونی (BRIAN MUL RONEY) نے سختی سے برطانیہ کے اس مطالبے کو رد کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ابھی جنوبی افریقہ کو بہت کچھ کرنا باقی ہے مقصد ان کا یہ تھا کہ جب تک وہاں کے سیاہ فام اس بات پر مطمئن نہ ہو جائیں کہ جنوبی افریقہ کی حکومت نے نسل پرستی کی پالیسیاں ختم کر دی ہیں۔ کامن ویلتھ کو پابندیاں جاری رکھنی چاہئیں۔ مل رونی نسل پالیسیوں کے سخت خلاف ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر کامن ویلتھ نے پابندیاں ختم کر دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اب تک جو کچھ وہاں ہوا ہے اگرچہ وہ بہت کم ہے اس کے بدلے میں جنوبی افریقہ کو رعایات انعام کے طور پر مل جاتی چاہئیں۔ اس وقت جو پابندیاں عائد ہیں ان میں ایک پابندی تو حصول ویزا کی ہے اور دوسری ثقافتی تبادلوں کی۔ ثقافتی گروہوں کے ایک دوسرے کے ملک میں آنے کی۔ اسی طرح سیاحوں کو بھی وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جنوبی افریقہ میں جو اقلیت کی حکومت ہے اس پر تجارت اور اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے اس وقت تک بوجھ ڈالا جاتا رہے گا جب تک کہ سیاہ فام لوگوں کو اس بات کی یقین دہانی نہ کرا دی جائے کہ انہیں جمہوریت کے سلسلے میں یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ وہ سفید نسل کے لوگوں کے برابر ہیں۔

ہرارے میں ۱۶؍اکتوبر کو جو کانفرنس شروع ہوئی اس پر جانے سے پہلے مسٹر مل رونی نے اپنے ان خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم جنوبی افریقہ کے صدر ایف۔ ڈبلیو۔ اے کلارک کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے بہت سے اہم جرأت مندانہ اقدام کئے اور وہ جمہوریت کے خاصا قریب آ گئے ہیں۔ لیکن ابھی ان اقدام کا بھی پوری طرح اثر ظاہر ہونا شروع نہیں ہوا۔ حال ہی میں جنوبی افریقہ میں جو سیاہ فام لوگوں کے آپس میں جھگڑے ہوئے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ خاصے غیر مطمئن ہیں۔ کینیڈا کی کامن ویلتھ میں جو حیثیت ہے اس سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کامن ویلتھ میں ایک نیا جھگڑا اٹھ کھڑا ہوگا۔ ایک برطانوی افسر نے گذشتہ دنوں کہا تھا کہ اب برطانیہ کے وزیر اعظم جان میجر کی خواہش ہے کہ کامن ویلتھ میں جتنی اقتصادی تجارتی اور مالی پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔ وہ فوری طور پر اٹھا لی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ اب یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ اس کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس کے جواب میں مسٹر مل رونی نے کہا کہ یہ سخت غلطی ہوگی کہ اس معاملے کو ختم سمجھا جائے۔ ابھی مسائل کا حل پوری طرح سامنے نہیں آیا اگرچہ یہ کہنا درست ہے کہ صدر جنوبی افریقہ صحیح رستے پر گامزن ہیں۔

نفسیات کانفرنس

گذشتہ دنوں اسلام آباد میں سائیکولوجیکل کانفرنس عالمی پیمانے پر منعقد کی گئی جس میں پانچ سو سے زیادہ ماہرین نفسیات نے حصہ لیا اور تقریباً ۱۳۰، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ مقالے پڑھے گئے۔ ان مقالوں کے موضوعات قومی اہمیت سے تعلق رکھتے تھے۔ کانفرنس کا موضوع تھا "اکیسویں صدی مسائل اور امید" اور مقالوں میں اس بات پر زیادہ زور دیا گیا کہ آئندہ نفسیات پر مطالعہ اور اس کے عمل میں کیا کچھ تبدیلیاں یا ترقیاں ہوں گی۔ باہر سے آنے والے مقالہ نگاروں میں سعودی عرب، برطانیہ، مراکش، ایران بھارت اور بنگلہ دیش کے ممالک شامل ہیں۔ پاکستان سے جن لوگوں نے اس میں مقالے پڑھے ان میں سیدہ عابدہ حسین جو وزیر اعظم کی مشیر ہیں۔ پروفیسر ایم رشید چوہدری۔ پروفیسر ملک ایچ مبشر ڈاکٹر زیڈ اے انصاری اور پروفیسر عبدالحی علوی شامل ہیں۔ اس موقعہ پر جو سفارشات کی گئیں ان میں یہ شامل ہیں۔ ماہرین نفسیات کی تنظیم اپنی مہارت اور اپنی خدمات وفاقی حکومت اور صوبجاتی حکومتوں کو ذہنی صحت کے سلسلے میں اور اسی طرح تعلیم اور سماجی امور کے سلسلے میں پیش کرتی ہے صوبجاتی حکومت سے یہ بھی امید کی گئی کہ وہ ایسے ماہرین کے لئے نوکریاں تلاش کرے جو باقاعدہ کوالیفائڈ ہیں۔ یہ نوکریاں ہسپتالوں میں اور سکولوں میں کالجوں میں جیلوں میں اور ایسے مراکز میں جہاں پر پیشہ ورانہ رہنمائی کی جاتی ہے۔ دراصل ان لوگوں کو نوکریاں دلوانے کی اصل غرض یہ ہے کہ نفسیات کے ذریعے عوام الناس کی خدمت کی جائے۔

آہستہ آہستہ نفسیات کے مضمون نے خاصی اہمیت حاصل کر لی ہے اور اب لوگ اس بات کو سمجھنے لگے ہیں کہ نفسیات کا سمجھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا زندگی کو بہتر بنانے کا ایک اچھا راستہ ہے۔

ترکی ۔ پولیس پر گولی

استنبول (ترکی) کی ایک خبر سے ظاہر ہے کہ وہاں بعض لوگوں نے پولیس کی پہرہ دینے والی گاڑی پر فائرنگ کر کے پانچ آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ ان میں سے تین سپاہی ہیں۔ اس ہلاک کرنے والے گروہ نے ایک ایسی پولیس کی گاڑی پر فائرنگ شروع کی تھی جس میں چار سپاہی بیٹھے تھے۔ ان میں سے تین ہلاک ہو گئے اور چوتھا شدید زخمی۔ جب دونوں طرف سے گولیاں چلائی جا رہی تھیں تو پولیس کی ایک اور گاڑی وہاں پہنچی جس نے حملہ کرنے والوں میں سے دو کو گولیوں سے بھون کر رکھ دیا اور دو کو حراست میں لے لیا ان میں سے ایک خاتون ہے اگرچہ نام تو نہیں بتائے گئے کہ کن لوگوں نے پولیس کی گاڑی پر حملہ کیا تھا اور کسی نے اس کی ذمہ داری بھی قبول نہیں کی۔ لیکن یہ واقعہ اس بات کا غماز ضرور ہے کہ جس علاقے میں یہ بات رونما ہوئی ہے وہاں امن وامان کا مسئلہ سنگین ہے۔ آخر پولیس کی گاڑی پر فائرنگ کرنے کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ وہ پولیس کی نگاہوں سے

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد یوسف سجاد (مربی)

حقوق و فرائض

جس طرح جسم وجان لازم و ملزوم ہیں اسی طرح ایک مثالی و صحت مند معاشرہ اور حقوق و فرائض کی ادائیگی ایک دوسرے کے لئے جسم وجان ہیں۔

دنیا کے کسی بھی علاقے میں چلے جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ حقوق و فرائض کو پہچاننے والے لوگ ایک اچھے معاشرے کے افراد کہلا سکتے ہیں۔

جس علاقے کے رہنے والے حقوق و فرائض سے لاپرواہ ہوں اور نفسا نفسی کے عالم میں ہوں اس علاقے کے افراد بے چین زندگی گذار رہے ہوتے ہیں۔

ان دونوں مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حقوق و فرائض کو پہچاننا اور ان کا ادا کرنا بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

تاریخ پڑھ لیں یا موجودہ حالات پر نظر دوڑا لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا قوموں کی زندگی کا مدار ہی اس بات پر ہے کہ اس کے افراد حقوق و فرائض کو پہچان کر اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کرنے والے ہوں۔

جس معاشرے کے افراد حقوق و فرائض سے غافل ہوں اور خود غرض ہوں اس معاشرے پر مردگی کے سائے منڈلا رہے ہوتے ہیں اور پر سکون زندگی دم توڑ رہی ہوتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حقوق و فرائض ہیں کیا چیز؟

فرائض سے مراد آپ کی ذمہ داریاں ہیں یعنی وہ کام جن کا کرنا آپ پر فرض ہے اور جن کے نہ کرنے سے آپ غافل اور مجرم ٹھہرائے جا سکتے ہیں اور حقوق سے مراد وہ سہولتیں اور آسائشیں ہیں جن کا حاصل ہونا آپ کا حق ہے مثلاً

والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو جسمانی صحت کے لئے متوازن خوراک اور ذہنی و روحانی تربیت کا اہتمام کریں اور یہ بچوں کا حق ہے۔

بچوں کا فرض ہے کہ وہ جب پڑھ لکھ جائیں جوان ہو جائیں تو اپنے ماں باپ کی خدمت کریں۔ اور یہ خدمت کروانا اپنے بچوں سے ماں باپ کا حق ہے۔

ملک کے ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک کا ہر طرح سے خیر خواہ ہو۔

اور ہر شہری کا یہ حق ہے کہ ملک کے حکام کی طرف سے آزادی ضمیر حاصل ہو اور قابلیت کے مطابق عہدہ اور ملازمتیں حاصل ہوں۔ اگر کوئی بھی فرد اپنے ذمے فرائض کو تو ادا نہ کرے اور حقوق کا مطالبہ کرے تو وہ خود غرض ہے اور یہ خود غرضی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی جن و انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کے عبد بنیں اور عبد بننے کے بھی دو ہی حصے ہیں۔

۱۔ حقوق اللہ ۲۔ حقوق العباد۔

ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان دونوں کا علم حاصل کرے کہ حقوق اللہ کیا ہیں اور حقوق العباد کیا ہیں؟ جب تک یہ دونوں باتیں سمجھ میں نہیں آجاتیں تو ہر دو قسم کے حقوق ادا کرنے مشکل ہیں تو ہر ایک شخص کا پہلا فرض ہے کہ علم حاصل کرے اور پھر علم کے مطابق عمل کرے۔

اللہ تعالیٰ کا حق تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور اسی کی محبت میں فانی ہو۔ اور اس کے بندوں کا حق یہ ہے کہ خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا جائے۔ جب کوئی بھی اس مقام پر پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے حقوق دلانے کے حالات و اسباب پیدا کر دے گا۔

بقیہ ص۵ سے آگے

کہ دیکھا اور کہنے لگے اس طرف دیکھو یہ جھیل ہے اور اس جھیل کے پار آپ کو جانا ہے اگر اور کوئی طریق اس جھیل کو پار کرنے کا نہ ہو تو تیر کر جھیل کو پار کریں۔ لیکن کل تین بجے کے بعد میں آپ کو یہاں نہ دیکھوں۔

اس شہر میں قیام کئے ہوئے کئی روز ہو گئے تھے۔ بات یہ تھی کہ اس سے آگے سفر کا کوئی انتظام موجود نہیں تھا۔ نائیجیریا میں بہت بڑی سٹرائک تھی۔ اور اس سٹرائک کی وجہ سے یہاں سے کوئی لاری آگے نہیں جاتی تھی۔ ہم پریشان تھے کہ کل کس طرح اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائیں گے۔ لیکن شام کے وقت جب ہم گھر میں بیٹھے بیس تیس افراد کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور گھر کے مالک مسٹر فضل الامین کو آواز دی اور کہا کہ اگر دو سواریاں مل جائیں تو یہ سنتے ہی ہم نے اللہ تعالے کا شکر ادا کیا کہ ایک بہت بڑی مشکل جس کی وجہ سے ہم اس سے اگلے روز شہر سے باہر نہیں جا سکتے تھے وہ حل ہو گئی ہے۔ چنانچہ اگلے دن ہم اس لاری پر بیٹھ کر اگلے شہر پہنچ گئے۔

مولانا عبدالخالق صاحب اس سے پہلے ایران کے مربی بھی رہ چکے تھے۔ اب آپ غانا تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ مکرم احسان اللہ صاحب ملک بھی غانا ہی گئے۔ مکرم نذیر احمد صاحب راولپنڈی سیرالیون گئے اور خاکسار نائیجیریا میں رہا۔ یہ ساری باتیں اس تصویر کے سلسلے میں کہی گئی ہیں جو قبۃ الصخرا کے سامنے سیڑھیوں پر ہم تین افراد یعنی مکرم مولانا عبدالخالق صاحب ملک احسان اللہ صاحب اور خاکسار کی ہے۔

بقیہ ص۶ سے آگے

بچ کر یا پولیس سے چھٹکارا حاصل کر کے لوگوں کے امن و امان کو تباہ کریں عام حالات میں تو ترکی میں امن و امان کا اس وقت کوئی مسئلہ نہیں ہے لوگ ٹھیک ٹھاک اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن جب ایسے واقعات شروع ہو جاتے ہیں تو بعض اوقات ان کے تسلسل کو روکنا مشکل ہو جاتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ واقعہ پہلا اور آخری ہو اور اس کے بعد وہاں کے لوگ امن و امان سے زندگی بسر کر سکیں۔ اگر دنیا کے نقشہ پر نظر دوڑائی جائے اور ایسے واقعات کا جائزہ لیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو صحیح طور پر مکمل امن و امان کی فضا میں زندگی گذار رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کو امن عطا کرے۔

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا: مکرم شریف احمد صاحب گجراتی ناصر آباد ربوہ کا بیٹا طارق احمد بعمر سولہ سال کی بائیں ٹانگ کا اپریشن ہوا تھا۔ جو کہ کامیاب نہیں ہوا۔ اب دوبارہ اپریشن سروسز ہسپتال لاہور میں ہو رہا ہے

○ مکرم ملک محمود احمد صاحب آف شیخوپورہ کی والدہ محترمہ شریف بیگم صاحبہ کی دائیں آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب ناصر کی ہمشیرہ صفیہ پروین صاحبہ فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ بیماری تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہے۔

○ مکرم عبدالستار صاحب محافظ خزانہ ربوہ لمبے عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی اہلیہ بھی بیمار ہیں اور بغرض علاج الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل ہیں۔

○ مکرم ماسٹر عنایت اللہ بھٹی صاحب کارکن وقف جدید ربوہ کی والدہ صاحبہ کو فالج کا حملہ ہوا ہے۔

○ مکرم حکیم خورشید احمد صاحب صدر محلہ ناصر آباد کے والد مکرم چوہدری دل محمد صاحب آف دھروڑ بعارضہ دمہ شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم منظور احمد صاحب ناصر انسپکٹر مال کی اہلیہ بشریٰ منظور صاحبہ بعارضہ قلب بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب دارالعلوم وسطی کی ایک بھتیجی بعمر ۷ سال کے سر میں رسولی کا لندن کے ایک ہسپتال میں اپریشن ہوا تھا۔ مگر کامیاب نہیں ہوا اب کسی اور ہسپتال میں زیر علاج ہے

○ مکرم ملک محمد دین صاحب خادم کارکن دفتر آبادی کی بیٹی ذکیہ بیگم بیمار ہے اور اور ہسپتال میں زیر علاج ہے۔

○ مکرم میاں عبدالماجد صاحب لاہور دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹروں نے اپریشن تجویز کیا ہے۔ اس سے قبل بھی ۸۲ء میں ان کے دل کا بائی پاس اپریشن ہو چکا ہے۔ اب اس غرض سے دوبارہ لندن جا رہے ہیں۔

○ مکرم شریف احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ باٹاپور کے سفید موتیا کا اپریشن سروسز ہسپتال لاہور میں ہو رہا ہے

احباب ان سب کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال: مکرم محمد افضل صاحب طاہر کے چھوٹے بھائی محمد اشرف ناصر ابن چوہدری نور احمد صاحب شنکار والا محلہ دارالنصر غربی ربوہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۱ء کو بقضائے الٰہی حرکت قلب بند ہو جانے سے بعمر ۲۸ سال وفات پا گئے۔

موصوف آجکل منگلا پاور سٹیشن پر

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ دولت مشترکہ کے سربراہی اجلاس میں جو مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جائے گا اس میں وزیر اعظم پاکستان کے بیان کردہ چار نکات بھی شامل کئے جائیں گے۔ یہ بات سیکرٹری خارجہ مسٹر شہریار نے ہرارے میں ایک پریس بریفنگ میں بتائی۔ بھارتی وزیر اعظم مسٹر نرسیماراؤ کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان مسئلہ کشمیر پر ثالثی قبول کرنے کے لئے اب بھی تیار ہے اور ہماری طرف سے اس بارے میں برطانوی وزیر اعظم سے درخواست بھی کی گئی ہے۔ واضح رہے کہ مسٹر نرسیماراؤ نے ثالثی سے انکار کر دیا ہے۔

○ سپریم کورٹ کے اپیل بنچ نے رائے دی ہے کہ خصوصی عدالتوں سے فوری سزا کا مقصد حاصل کرنے کے لئے تفتیشی معیار کو بہتر بنایا جائے۔

○ عالمی بنک اور آئی ایم ایف دفاعی اخراجات میں کمی کا مطالبہ کئے بغیر قرضے دینے پر راضی ہو گئے ہیں۔ دونوں اداروں کے مشترکہ اجلاس میں پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی کوئی شکایت نہیں کی گئی۔

○ اے این پی کے لیڈر خان عبدالولی خان نے کہا ہے کہ پاکستان کسی کے خواب کے نتیجہ میں نہیں بلکہ غفار خان کی قربانیوں سے قائم ہوا انہوں نے کہا کہ پختون ابھی تک اپنے حقوق سے محروم ہیں پیٹ پھاڑ کر حقوق لیں گے انہوں نے کہا کہ سرحد میں اے این پی کے بغیر کسی کا باپ بھی حکومت نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ انگریز مکھن کھا کر کم از کم لسی تو ہمیں دیتے تھے لیکن پاکستان کے حکمرانوں نے لسی بھی چھین لی ہے۔

○ پیپلز پارٹی کی سربراہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کہا ہے کہ جرنیلوں سے ہمارا سمجھوتہ ہو گیا ہے اور فوج نے بھی ہماری سیاسی قوت تسلیم کر لی ہے۔ فوج سب سے بڑی قوت ہے اور کوئی سیاسی جماعت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی پیپلز پارٹی اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ فوج سے محاذ آرائی جاری رکھنا قومی مفاد میں نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہم بہت جلد اقتدار میں آ کر عوام کی جائز شکایات کا ازالہ کر دیں گے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ملک میں چیخ و پکار ہو رہی ہے لیکن حکمران کرکٹ کھیلنے میں لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کوآپریٹو سکینڈل پر بحث کے دوران وزیر اعظم کی اسمبلی سے موجودگی دانستہ ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ مشرق وسطی کی امن کانفرنس کے بارے میں صلاح مشورے کرنے کے لئے سوویت یونین کے وزیر خارجہ مسٹر بورس پینکن اور فلسطینی تنظیم آزادی کے سربراہ مسٹر یاسر عرفات اردن پہنچے اور شاہ حسین سے بات چیت کی۔ سوویت وزیر خارجہ نے امن کانفرنس کو کامیاب بنانے میں تعاون کی یقین دہانی کرائی انہوں نے کہا کہ اس مسئلے کا حل اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق ہونا چاہیے۔

○ فلسطینی لیڈر مسٹر یاسر عرفات نے اردن پہنچ کر کہا کہ امن کانفرنس سے پہلے ایک عرب سربراہ کانفرنس بلائی جائے تاکہ عرب لیڈر باہمی مشورے کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ ابھی اس کی تاریخ مقرر نہیں ہوئی لیکن یہ کانفرنس دمشق میں میڈرڈ کانفرنس سے پہلے منعقد ہوگی۔

○ روسی وزیر دفاع نے روسی جمہوریتوں کو انتباہ کیا ہے کہ وہ ان کے علاقے میں موجود فوج اور اسلحہ پر کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں انہوں نے ان جمہوریتوں کی دفاعی پالیسی کے بارے میں ایک مشترکہ کمیٹی کے قیام کی تجویز پیش کی۔ انہوں نے آذربائیجان اور یوکرین کی طرف سے اسلحہ کی کنٹرول کی کوششوں پر سخت تنقید کی۔

بقیہ صـ سے آگے

ملازم تھے۔ اور باسکٹ بال، کبڈی اور ہاکی کے ایک اچھے کھلاڑی تھے۔ ان کی شادی گذشتہ سال ہوئی تھی۔ اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ ایک بچی یادگار چھوڑی ہے احباب ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

شیزان

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Shezan Intern... Ltd. Lahore-Karachi